# کلاس واقفات نو

بعد ازاں واقفات نو کی کلاس کا آغاز ہوا۔ اس کلاس میں بھی جرمنی بھر سے چودہ سے سولہ سال کی تقریباً اڑھائی سو واقفات نو نے شمولیت کی سعادت حاصل کی۔

اس کلاس کا موضوع ’’مغربی معاشرہ میں واقفہ نو کا کردار‘‘ رکھا گیا تھا۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ عزیزہ عائشہ احمد نے سورۃ الحشر کی آیات انیس تا اکیس کی تلاوت کی جن کا اردو ترجمہ عزیزہ نائلہ طارق نے پیش کیا۔

بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث اور اس کا اردو ترجمہ عزیزہ فرحین منیر نے پڑھ کر سنایا۔ جس کے بعد عزیزہ عمامہ متین اور عزیزہ ہالہ مبشر نے ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام میں سے درج ذیل اقتباس پیش کیا۔

❁......سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ جو بکلّی اسباب پر گر گئی ہیں‘‘۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد نمبر 19 صفحہ 22)

آپؑ مزید فرماتے ہیں:

’’ہماری جماعت کے لوگوں کو نمونہ بن کر دکھانا چاہئے۔ اگر کسی کی زندگی بیعت کے بعد بھی اسی طرح کی ناپاک اور گندی زندگی ہے جیسا کہ بیعت سے پہلے تھی اور جو شخص ہماری جماعت میں ہو کر بُرا نمونہ دکھاتا ہے اور عملی یا اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے تو وہ ظالم ہے کیونکہ وہ تمام جماعت کو بدنام کرتا ہے اور ہمیں بھی اعتراض کا نشانہ بناتا ہے۔ برے نمونے سے اَوروں کو نفرت ہوتی ہے اور اچھے نمونہ سے لوگوں کو رغبت پیدا ہوتی ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 455۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’یہ بات ہر ایک فہیم انسان سمجھ سکتا ہے کہ بہت سا حصہ انسانوں کا نفس امّارہ کے تحت چل رہا ہے اور وہ اپنے نفس کے ایسے قابو میں ہیں کہ اس کے جوشوں کے وقت کچھ بھی خدا تعالیٰ کی سزا کا دھیان نہیں رکھتے۔ جوان اور خوبصورت عورتوں کو دیکھ کر بدنظری سے باز نہیں آتے اور ایسے ہی بہت سی عورتیں ہیں کہ خراب دلی سے بیگانہ مردوں کی طرف نظر کرتی ہیں اور جب فریقین کو باوجود ان کی اس خراب حالت میں ہونے کے پوری آزادی دی جائے تو یقیناً ان کا انجام وہی ہوگا جیسا کہ یورپ کے بعض حصوں سے ظاہر ہے۔‘‘

(لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد 20 مطبوعہ لندن ص 173)

بعد ازاں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام ’’عزیزو! دِل رہیں آباد بس اُس کی محبت سے‘‘ عزیزہ عائلہ احمد نے ترنم کے ساتھ پیش کیا۔ جس کے بعد عزیزہ کومل قاسم، دانیہ طاہر، ناعمہ نایاب، وجیہہ خان، نائلہ افتخار، کافیہ احمد نے باری باری درج ذیل مضمون میں سے کچھ حصے پیش کئے۔

..............................

## یورپ کا معاشرہ

❁......حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

یورپ کے معاشرے کو اگر دو لفظوں میں بیان کیا جائے تو وہ تموج پیدا کرتا ہے، بے چینی پیدا کرتا ہے، ایسی تحریکات آپ کے سامنے رکھتا ہے جس کے نتیجہ میں دل بے اطمینانی ہی محسوس نہیں کرتا بلکہ اس کے اندر طلب کی ایک ایسی آگ بھڑک اٹھتی ہے جو کسی پانی سے بجھ نہیں سکتی‘‘۔

(مستورات سے خطاب بر موقع جلسہ سالانہ قادیان۔ 27 دسمبر 1991ء۔ حوا کی بیٹیاں اور جنت نظیر معاشرہ صفحہ 72)

یورپین معاشرے کی صورتحال کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

’’روز بروز جونئی زندگی کی دلچسپیوں اور مشاغل کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ نئے نئے ناچ گانوں کی قسمیں، نئی لذت یابی کے سامان ...... اپنے سر کے بالوں کے حلیے بگاڑ دینے، اچھے بھلے لباس کو تار تار کر کے اس طرح پہننا کہ گویا پھٹا ہوا لباس ہی ان کی نمایاں شان کے مطابق ہے اور اچھا لباس ان کی شان گرانے والا ہوگا۔ بظاہر یہ چھوٹی چھوٹی باتیں پاگل پن کی باتیں نظر آتی ہیں لیکن فی الحقیقت ان کے نیچے ان کے اندر ایک بہت گہرا ناسور ہے جو رِس رہا ہے۔ ایک بہت بڑا دکھ ہے اِن کے اندر، ایک بہت بڑا دکھ ہے جس کی علامتوں کے طور پر اِن سے یہ حرکتیں سرزد ہو رہی ہیں۔ ان کی بھاری اکثریت آج اپنے ماضی سے پوری طرح غیر مطمئن ہو چکی ہے۔ اپنے ماضی پر انہیں کوئی اعتماد نہیں اور کوئی یقین نہیں رہا اور ایک بھیانک مستقبل ہے‘‘۔ (مشعل راہ جلد سوم صفحہ 311)

❁......یورپ کے ماحول میں حیا کی اہمیت واضح کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’حیا کا تصور ہر قوم اور مذہب میں پایا جاتا ہے۔ آج مغرب میں جو بے حیائی پھیل رہی ہے اس سے کسی احمدی بچی کو متاثر نہیں ہونا چاہئے۔ آزادی کے نام پر بے حیائیاں ہیں۔ لباس اور فیشن کے نام پر بے حیائیاں ہیں۔ عورت کی فطرت میں جو اللہ تعالیٰ نے حیا رکھی ہے، ایک احمدی عورت کو اسے اور چمکانا چاہئے، اسے اور نکھارنا چاہئے اور پہلے سے بڑھ کر باحیا ہونا چاہئے۔

ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کے ذریعے عریانی اور بے حیائی کا ایک طوفان امڈ آیا ہے۔ ایک احمدی لڑکی کا فرض ہے کہ وہ کسی احساس کمتری کے بغیر، فیشن کی تقلید کرتے ہوئے اس حد تک نہ بڑھ جائے کہ بے حیائی کا یہ سیلاب اسے بہالے جائے۔ بلکہ اپنے کردار و عمل سے ایک مضبوط بند اس کے آگے باندھ دے اور دنیا پر یہ ثابت کردے کہ اسلامی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر وہ اپنی عزت و عصمت کی حفاظت دوسروں سے زیادہ بہتر انداز میں کر سکتی ہے۔ بازاروں اور تفریح گاہوں میں پردے کا خیال نہ رکھنا، مخلوط پارٹیوں میں بے پردہ شامل ہونا، کزنز، کلاس فیلوز، لڑکوں اور دوسرے غیر مردوں سے غیر ضروری دوستی اور میل جول، چست اور عریاں لباس کا استعمال، لغو اور بیہودہ پروگرام دیکھنا یا ان میں شامل ہونا، جینز کے ساتھ چھوٹا سا بلاؤز پہن لینا، ایسی ملازمت کرنا جہاں لباس حیا کے تقاضوں کے خلاف پہننا پڑے، بیہودگی اور مخرب اخلاق رسائل و کتب پڑھنا اور فلمیں دیکھنا، شادیوں میں ڈانس کرنا، یہ سب وہ شیطانی حربے ہیں جو عورت سے اس کی حیا چھین کر اسے بدصورت بنا ڈالتے ہیں اور جہاں حیا کا احساس ختم ہو جائے وہیں سے پاکدامنی پر چھینٹے پڑنے کے خطرات کا آغاز ہو جاتا ہے۔

پس ہر احمدی لڑکی یہ یاد رکھے کہ اس نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کو مان کر اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے کا عہد کیا ہے۔ آپ کی جماعت میں شامل ہو کر اس کا ایک مقام اور تقدس ہے جو اسے دوسروں سے ممتاز کر رہا ہے۔ مگر یہ پہچان اور امتیاز صرف اسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے کہ اسلامی تعلیم پر عمل پیرا ہو، کسی احساس کمتری میں مبتلا ہوئے بغیر ہر اس عمل سے دور رہے جس سے حیا اور پاکدامنی پر معمولی سی آنچ بھی آتی ہو۔ اپنے آپ کو شیطانی حملوں سے بچائے اور اس کے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے کے ساتھ ساتھ خود کو اس لباس سے ڈھانکے جو تقویٰ کا لباس ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین‘‘

(روزنامہ الفضل 19 / اکتوبر 2011ء ماہنامہ مصباح ربوہ اپریل 2012ء ص 15,14)

## برائیوں سے بچاؤ کے لئے زرّیں نصائح

ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمارے پیارے خلفائے کرام مغربی معاشرے کی برائیوں کی نشاندہی کر کے ہمیں اپنے اندر کی کمزوریوں کو دور کرنے اور اپنے کردار کی اصلاح کرنے کے لئے کئی امور کی طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ ان میں سے چند امور پیش کئے جاتے ہیں:

**1۔ بچپن ہی سے نیکیوں سے ذاتی لگاؤ اور خود اعتمادی پیدا کرو**

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا:

’’اس معاشرے میں جہاں ماحول نیکیوں کے مخالف ہے، جہاں بدیوں کو تقویت دینے والا ہے وہاں بچپن ہی سے نیکیوں سے ذاتی لگاؤ پیدا کرنا اور اس کے لئے روزمرہ کے مواقع سے فائدہ اٹھانا بہت ضروری ہے۔...... دوسری بات جو سمجھانے کی ضرورت ہے وہ خود اعتمادی پیدا کرنا ہے جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے جب بچے باہر سکولوں میں جاتے ہیں تو بعض لوگ ان کو حقارت سے دیکھتے ہیں، ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ لیکن ان میں اگر خود اعتمادی ہو اور ماں باپ اِن کو پہلے سے سمجھا چکے ہوں کہ تمہاری نیکیوں پر سوسائٹی تمسخر اڑائے گی، تمہیں ذلیل نظروں سے دیکھے گی لیکن تم نے سر اٹھا کر چلنا ہے۔ اگر کہیں سر اٹھانا جائز ہے تو اس موقع پر سر اٹھانا جائز ہے۔...... پس نیکی پر خود اعتمادی یہ بہت ضروری ہے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20 جون 1997ء۔ مشعل راہ جلد 4 صفحہ 433)

**2۔ لغو مجالس میں شریک نہ ہوں**

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’حدیث میں آیا ہے کہ جہاں مزاج کے مطابق بات نہ ہو اس مجلس سے اٹھ جانا چاہئے۔ جہاں صرف شور شرابا اور ہُو ہا ہو رہا ہے۔ بلاوجہ غل غپاڑہ مچایا جا رہا ہے۔ یہاں نوجوانوں میں اکثر بلاوجہ شور مچانے کی عادت ہے۔ پھر غلط قسم کی لڑکوں اور لڑکیوں کی دوستیاں ہیں تو ان سے ہمارے نو، جوانوں کو چاہئے کہ بچیں۔ ان لوگوں میں تو یہ عادت اس وجہ سے بھی ہے کہ ان کو دین کا پتہ کچھ نہیں۔ ان کا دین کا خانہ خالی ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے مزے کا نہیں پتہ، اس لئے وہ اپنی باتوں میں، اس شور شرابے میں سکون اور سرور تلاش کر رہے ہوتے ہیں۔ مگر ہمارے نوجوانوں کو ہمارے لوگوں کو تو اللہ تعالیٰ سے ملنے کے راستے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس زمانے میں سکھا دیئے ہیں۔ اس لئے ہمیشہ ایسی مجلسیں جو لہو و لعب کی مجلسیں ہوں، فضول قسم کی مجلسیں ہوں اور تاش اور ناچ گانے وغیرہ کی مجلسیں ہوں، شراب وغیرہ کی مجلسیں ہوں ان سے بچتے رہنا چاہئے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16 جولائی 2004ء۔ مشعل راہ جلد 5 صفحہ 243,242)

**3۔ نمازیں سوچ سمجھ کر پڑھیں**

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس بارے میں فرماتے ہیں:

’’برائیوں سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔ گیارہ بارہ سال کی عمر یا چودہ پندرہ سال کی عمر کے بچے ایسی عمر کے بچے ہیں جن کو برائی اور نیکی کا بڑی اچھی طرح پتہ لگ جاتا ہے۔ پھر برائیوں سے بچنے کی اس میں دعا سکھائی ہے۔ نماز میں سورۃ فاتحہ میں آپ پڑھتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے آپ دعا مانگتے ہیں

کہ اللہ میاں ہمیں برائیوں سے بچا اور صحیح رستے پر چلا اور برائیوں سے بچنے کے لئے اور صحیح رستے پر چلنے کے لئے ہم تجھ سے تیرا فضل مانگتے ہیں۔ دعا کرتے ہیں، تیرے آگے جھکتے ہیں۔ پھر نیک لوگوں کے رستے پر چلا ہمیں۔ اور وہ نیک لوگوں کا رستہ کیا ہے؟ وہ راستہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دکھایا اور اسی رستے پر چل کر ہمیں کامیابیاں مل سکتی ہیں۔ تو اس لئے جب آپ نماز پڑھتے ہیں تو غور سے پڑھیں سوچ سمجھ کر پڑھیں''۔

(خطاب 10 راپریل 2005ء برموقع اطفال ریلی برطانیہ۔ مشعل راہ جلد 5 صفحہ 347,346)

**4۔ والدین کا ادب اور ان کے لئے دعا**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مزید فرماتے ہیں ''پھر اللہ میاں کا حکم ہے برائیاں جو بہت ساری ہیں ان سے رکنے کا اور اچھائیاں اختیار کرنے کا۔ ان میں سے ایک نیکی یہ ہے کہ اپنے ماں باپ کی عزت کرو، ان کا احترام کرو، اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ہمیں دعا سکھائی ہے کہ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا کہ اے اللہ تو ان پر رحم کر، ان کا ہردم محافظ ہو، ہر وقت ان کی نگہداشت کر، ان پر رحم فرما''۔

(خطاب 10 راپریل 2005ء برموقع اطفال ریلی برطانیہ۔ مشعل راہ جلد 5 صفحہ 347,346)

آخر میں مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ پر اپنا مضمون ختم کرتی ہوں:

''خوش قسمت وہ ہے جس کو ایمان کی دولت ملے اور وہ خدا کی ناراضگی اور غضب سے ڈرتا رہے اور ہمیشہ اپنے آپ کو نفس اور شیطان کے حملوں سے بچاتا رہے کیونکہ خداتعالیٰ کی رضا کو وہ اس طرح پر حاصل کرے گا۔ مگر یاد رکھو کہ یہ بات یونہی حاصل نہیں ہوسکتی۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ تم نمازوں میں دعائیں کرو کہ خداتعالیٰ تم سے راضی ہوجاوے اور وہ تمہیں توفیق اور قوت عطا فرمائے کہ تم گناہ آلودہ زندگی سے نجات پاؤ''۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 608۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

مضامین پیش کئے جانے کے بعد عزیزہ خنسا نوید، سلسبیل ظفر، دانیہ کائنات، دانیہ عابد نے ایک ترانہ

پیام حق سنانا ہے، نئی منزل دکھانی ہے
ہمیں بھٹکے ہوؤں کو پھر سے سیدھی راہ دکھانی ہے

ترنم سے پڑھ کر سنایا۔

............

## سوال و جواب

پروگرام پیش کئے جانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفات نو بچیوں کو سوالات پیش کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

❁......ایک واقفہ نو بچی نے سوال کیا: **ہماری ٹیچر نے سکول میں سوال کیا تھا کہ آیا تم لوگ سزائے موت کے حق میں ہو یا نہیں؟ اس پر میں نے کہا تھا کہ میں تو سزائے موت کے حق میں ہوں کیونکہ میں نے ایک دفعہ سنا تھا کہ اسلام کہتا ہے کہ جان کے بدلے جان اور کان کے بدلے کان۔ اس پر ہمارا ٹیچر کہہ رہا تھا کہ اسلام تو پھر بہت ظالم مذہب ہے۔ میں نے اب پوچھنا تھا کہ اسلام میں ایسا کیوں ہے اور ہم ٹیچروں کو کیا جواب دیں؟**

**اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

سوال یہ ہے کہ تورات کیا کہتی ہے؟ پہلے ان سے کہو کہ تورات پڑھو۔ ظالم مذہب تو یہودیوں کا ہے جو عام طور پر چھوڑتے نہیں۔ قرآن کریم تو یہ کہتا ہے کہ بدلہ میں تو ہے لیکن اگر تم دیّت دے دیتے ہو اور اس کے رشتہ دار معاف کر دیتے ہیں تو کچھ پیسے دے کر دیّت دے کر، کچھ مال دے کر اس کو بخشا بھی جاسکتا ہے۔ جس نے کسی کو قتل کیا وہ ظالم نہیں ہے، اور اس کو اگر اس کی سزا دی جائے تو حکومت یا قانون جو اس کو سزا دیتا ہے، وہ ظالم ہے۔ حالانکہ اسلام پھر یہ بھی کہتا ہے کہ اگر اس کے رشتہ دار اس کو معاف کر دیتے ہیں۔ بغیر کچھ لئے بھی اس کو معاف کر سکتے ہیں اور کچھ لے کر بھی اس کو معاف کر سکتے ہیں جس کو دیّت کہتے ہیں۔ تو اس طرح سے اس کو معاف کر سکتے ہیں۔ اسلام سزا تو دیتا ہے لیکن ساتھ معافی کی بھی بات کرتا ہے۔ اسلام سزا دیتا ہے لیکن کہتا ہے کہ اگر اصلاح بغیر سزا کے ہوسکتی ہے تو اصلاح کرو۔ اسلام کا قانون بڑا balance قانون ہے۔ اس کو کہو کہ تورات پڑھو اور پہلے اپنے یہودیوں کو ظالم کہو، پھر دیکھیں گے کہ جرمنی میں یہودیوں کو کوئی ظالم کہہ کر بچتا ہے کہ نہیں۔ Anti-Semitism کا ہر جگہ قانون پاس ہے اور وہ قانون سامنے آجائے گا۔ کسی یہودی کو برا کہو تو تمہیں ماردیں گے۔ اس ٹیچر کو کہو کہ پہلے تورات کی بات کرو، قرآن کی بات بعد میں کرنا۔ تو پھر وہ کیا کہتا ہے۔ ڈرنے کی ضرورت نہیں ہوتی confidence سے بحث کیا کرو۔

❁......**ایک وقفِ نو بچی نے سوال کیا: میرے دو سوال ہیں۔ پہلے میں نے پوچھنا تھا کہ ڈاکٹر پہلے سے بتا دیتا ہے کہ مرنے والے ہیں پھر assistent-dying استعمال کر سکتے ہیں۔**

**اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

تمہارا سوال ہی غلط ہے۔ ڈاکٹر کوئی خدا ہے کہ جو بتا دیتا ہے کہ مرنے والے ہیں۔ سوال تو یہ ہے کہ بعض بیماریاں ایسی ہوتی ہیں اور انسان ایسی stage پر چلا جاتا ہے کہ جہاں انسان پر oxygen بھی پوری طرح کام نہیں کر رہی ہوتی ہے اور اسے ventilator پر رکھا ہوتا ہے۔ یا اس کے گردے کام نہیں کر رہے یا کوئی اور organ فنکشن نہیں کر رہے اس کی وجہ سے موت واقع ہونی ہے جیسے brain damage ہو چکا ہے۔ اس وقت اس کو جو آرٹیفیشل oxygen دی جاتی ہے یا ventilation پر رکھا جاتا ہے، یا مشینیں استعمال کی جاتی ہیں، تو کیا تم یہ پوچھنا چاہتی ہو کہ آیا ان کو رکھنا چاہئے یا نہیں؟ تمہارا سوال یہ ہے کہ آیا mercy killing جائز ہے یا نہیں؟ اس میں آسٹریا میں قانون ہے کہ اگر کوئی بیمار ہوجائے تو ڈاکٹر اس کو دوائی دیتا ہے یا ٹیکا لگاتے ہیں۔ تنگ آگیا لمبی بیماری سے اس کو اعصابی بیماری ہے یا depression کی بیماری ہے یا old age کی بیماری ہے کوئی اس کو پوچھنے والا نہیں، تو اس کو ٹیکا لگائیں اور ماردیں۔ **یہی سوال پوچھا ہے؟ جرمنی میں تو یہ قانون نہیں ہے؟**

اس پر وقفِ نو بچی نے عرض کیا: جی جرمنی میں نہیں ہے۔

**اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

UK میں بھی نہیں ہے، بعض ملکوں میں ہے۔ اس لئے لوگ وہاں جاتے ہیں UK سے بھی اور ادھر جرمنی سے بھی دوسرے مختلف ملکوں میں جاتے ہیں اور وہاں جا کر مرجاتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کسی کو زندہ رکھنا چاہتا ہے، تو اس کے گھر والوں کا کام ہے کہ اس کی خدمت کریں اور اس کو پالیں۔ اللہ تعالیٰ نے اگر موت دینی ہے خود ہی دے دے گا۔ کبھی کسی کی لمبی بیماری چل رہی ہے تو ہوسکتا ہے اس کے گناہوں کی بخشش کا سامان پیدا ہو رہے ہوں۔ تو تم اس کو کیوں مارنا چاہتی ہو۔ اس لئے یہ غلط ہے اور اسلام میں یہ جائز نہیں ہے۔

❁......**اس وقفِ نو بچی نے دوسرا سوال کیا کہ میرا ایک اور سوال تھا کہ آپ کے پاس ایک id-card ہے؟**

**اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

میرے پاس میرے ملک کا اپنا id-card ہے۔ ایک Aims کا card میرا بھی ہے۔ میں بھی جہاں جلسہ پر جاؤں تو وہ دکھا کر جلسہ میں enter ہوسکتا ہوں۔ بلکہ جو جلسہ کی ڈیوٹیاں لگتی ہیں، تو سب سے پہلے میں اپنا card چیک کرواتا ہوں تا کہ میری entry ہوجائے۔

❁......**ایک وقفِ نو بچی نے سوال کیا: ایک لڑکی جو وقفِ نَو میں ہے، وہ dolmetscher یعنی translator بن سکتی ہے؟**

**اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

ضرور بن سکتی ہے۔ بلکہ بننا چاہئے۔ یہی تو میں نے کہا ہے کہ بنو۔ کئی دفعہ میں کہہ چکا ہوں اور تمہیں ابھی یہ بھی نہیں پتہ۔ تم وقفِ نو کی لڑکی ہو اور 15 سال کی بھی ہوگئی ہو۔

❁......**ایک وقفِ نو بچی نے سوال کیا: کئی لوگ کہتے ہیں کہ اس کی اجازت نہیں ہوتی۔**

**اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

نہیں، اس کی اجازت ہے۔ ضرور ہے، بلکہ اچھی بات ہے، transaltor بنو اور پھر اتنی اچھی language ہو جائے کہ جو بھی زبان تم سیکھو، جرمن یا کوئی اور، تو پھر کتابیں بھی translate کرسکو، litrature کو translate کرسکو۔

❁......ایک وقفِ نو بچی نے عرض کیا کہ **میرا سوال یہ ہے کہ روزہ رکھنے کی صحیح عمر کیا ہے؟**

**اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

جب تم برداشت کرسکتی ہو۔ کوئی عمر نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر سٹوڈنٹ ہو اور تمہاری ابھی پڑھنے کی عمر ہے، عادت ڈالنی ہو تو روزہ رکھ لینا چاہئے لیکن اس وقت جب چھوٹے روزے ہوں۔ لیکن آج کل تو 18، 19، 20 گھنٹے کے روزے ہوتے ہیں، اس لئے چھوٹی عمر ہو اور سٹوڈنٹس کو جب وہ سکول جارہے ہیں تو نہیں رکھنے چاہئیں۔ 17 یا 18 سال کی عمر میں جب آدمی پوری طرح میچور (mature) ہوجاتا ہے تو اس وقت رکھنا چاہئے، لیکن اس سے پہلے کبھی کبھی عادت ڈالنے کے لئے روزے رکھ لینے چاہئیں۔ لیکن اگر اتنی کمزور ہو، تمہاری طرح کہ روزہ رکھو 18 گھنٹے کا اور شام کو ضعف میں پڑ جاؤ تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ روزہ کا مقصد، دعا کرنا عبادت کرنا ہے، اگر سارا دن بھوکے رہ کر پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھی جاتیں تو تمہارے روزہ کا فائدہ کیا؟ پھر قرآن کریم بھی پڑھنا چاہئے۔ نمازیں بھی اچھی طرح پڑھنی چاہئیں۔ صبح تہجد بھی اٹھ کر پڑھنی چاہئے، اگر یہ سارے کام کرسکتی ہو تو ٹھیک ہے، ورنہ پھر 17 یا 18 سال کی عمر میں جب انسان تھوڑا بالغ ہو جاتا ہے، اس وقت رکھو۔ باقی عادت ڈالنے کے لیئے بھی 10، 11، 12 سال کی عمر میں بچے چھوٹے دنوں کے روزے رکھ لیتے ہیں۔

❁......**ایک وقفِ نو بچی نے سوال کیا: جب ہم جرمن زبان میں خط لکھتے ہیں اور آپ کو بھیجتے ہیں، تو آپ جرمن خط پڑھتے ہیں؟**

**اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

جرمن تو مجھے آتی نہیں، اس لئے تمہارا خط اس طرح سے تو نہیں پڑھتا لیکن اس جرمن خط کا translation ہو کر اس کی summary بن کر میرے پاس آجاتی ہے۔ وہ میں ضرور دیکھ لیتا ہوں۔ پھر جو کوئی بات جواب دینے والی ہو تو اس کو میں لکھ دیتا ہوں۔ ورنہ جو دعائیہ ہو تو اس پر دعائیہ

جواب لکھ کر کہہ دیتا ہوں، کیونکہ ان کو میں نے بتایا ہوا ہے کہ دعائیہ جواب دیدیں۔ تو وہ جرمن زبان میں دے دیتے ہیں۔ لیکن سارے خط جو تمہارے آتے ہیں، میرے سامنے سے گزر جاتے ہیں اور اس کی summary بن کر آجاتی ہے اور نام میرے سامنے آجاتے ہیں۔

❁......**ایک وقفِ نو بچی نے سوال کیا: میرے دو سوال ہیں۔ پہلا یہ کہ جو کلاس ہوتی ہے وہ آپ صرف وقفِ نو کی بچیوں کے ساتھ کیوں رکھتے ہیں؟**

**اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** کس نے کہا ہے کہ صرف وقفِ نو کی بچیوں کے ساتھ رکھتے ہیں؟ UK میں کلاسیں ہوتی ہیں وہ دوسرے بچے اور بچیوں کے ساتھ بھی ہوتی ہیں۔ کل جو یونیورسٹی سٹوڈنٹس تھے ان کے ساتھ دو کلاسیں ہوئی ہیں۔ جرمنی میں ہوئی ہیں۔ لمبی چوڑی ملاقات ہوئی ہے۔ گھنٹے سے زیادہ کی ہوئی۔ اگر وقت ہو تو دوسروں کے ساتھ بھی رکھ لیتا ہوں۔ لیکن واقفاتِ نو اس لئے کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو وقف کیا ہوا ہے اور ان کو ضرورت ہے کیونکہ انہوں نے دین کے کام کرنے ہیں۔ انہوں نے اپنے آپ کو پیش کیا ہے کہ وہ دین کے کام کے لئے آگے آئیں گی۔ اس لئے ان کو زیادہ توجہ دینے کے لئے کلاس رکھتا ہوں تا کہ وہ زیادہ trained ہو جائیں اور باقیوں کو بھی training دے سکیں۔ اگر وقت ہو تو دوسروں کے ساتھ بھی کر لیتا ہوں، UK میں بھی بعض دفعہ دوسروں کے ساتھ کر لیتا ہوں۔

❁......**اس وقفِ نو بچی نے عرض کیا کہ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ آپ بتا سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نو بیویاں تھیں یا دس؟ کیونکہ اس کا مجھے صحیح نہیں پتا۔**

**اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نو بیویاں تھی اور زندگی میں ایک وقت میں میرا خیال ہے سات تھیں۔ یا نو تھیں ایک وقت میں۔ لیکن یہ اجازت صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھی کیونکہ آپ اُس وقت صحیح طرح حق ادا کر سکتے تھے۔ باقی مسلمانوں کے لئے زیادہ سے زیادہ چار ہیں اور وہ بھی بعض حالات میں ہیں کہ اگر شرطیں پوری ہو سکتی ہیں، تمام condition پوری ہو سکتی ہیں اور ضرورت بھی موجود ہو، بعض ایسی چیزیں ہیں جن سے شادی کرنا ضروری ہو جائے، اس لئے ایک سے زائد کی اجازت ہے، otherwise حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے، کہ اگر مردوں کو پتہ ہو کہ شادی کر کے عورت یعنی اپنی بیوی کا حق ادا کرنا کتنی بڑی ذمہ داری ہے اور اس ذمہ داری کو ادا نہ کرنے کا کتنا بڑا گناہ ہے اور پھر کتنی اللہ تعالیٰ سزا دے گا، تو پھر مرد شاید ایک شادی بھی نہ کریں۔ عورتوں کے تو بڑے حق ہیں۔ اس حق کو ادا کرنا ضروری ہے۔

❁......**ایک وقفِ نو بچی نے سوال کیا: جو آپ ٹوپی پہنتے ہیں تو اس کا مطلب کیا ہے؟**

**اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** ٹوپی کا مطلب پگڑی ہے۔ یہ روایت ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہنا کرتے تھے، خلفاء پہنتے ہیں، اس لئے روایتہً چل رہا ہے، اس کی کوئی significance ایسی نہیں ہے کہ شرعی حکم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور طرح کی پہنا کرتے تھے، مختلف وقتوں میں مختلف تھی۔ عربوں میں ویسے بھی اتنا رواج نہیں، حضرت عمر ایک چھوٹی سی ٹوپی پہنا کرتے تھے۔ ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک بادشاہ تھا، غالباً وہ روم کا تھا، اس کے سر میں بڑا درد ہوتا تھا۔ تو اس کو خواب آئی کہ جو اسلام کا خلیفہ ہے، اس کی ٹوپی تم منگا کر سر پر پہنو، تو تمہارا سر درد ہٹ جائے گا، یا کسی نے اس کو یہ بتایا تھا۔ تو اس نے حضرت عمر کو لکھا کہ مجھے اپنی ٹوپی بھجیں میرے سر میں درد ہوتا ہے۔ تو حضرت عمر نے اپنی ایک پرانی سی ٹوپی جو کہ ایک چھوٹی سی ٹوپی تھی۔ جیسا تم نے اپنے سر کے اوپر نقاب باندھا ہوا ہے، اپنے حجاب کے اوپر، اس طرح کی ٹوپی۔ وہ جو حاجی بھی پہنتے ہیں۔ عام لوگ پہنتے ہیں۔ میں نے بھی گھر میں جب نماز پڑھنی ہو تو چھوٹی سی ٹوپی پہنتا ہوں۔ تو وہ ٹوپی جو گندی میلی ٹوپی تھی، سر پر تیل لگ لگ کر، تیل سے بالکل oili ہوئی تھی۔ پرانی ٹوپی بھیج دی۔ بادشاہ کو بڑا غصہ چڑھا کہ میں اتنا بڑا بادشاہ ہوں، مجھے یہ گندی سی ٹوپی بھیج دی ہے، میں نہیں پہنوں گا۔ اس کو اتنا شدید سر درد ہوا کہ برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ اس نے کہا ٹھیک ہے، دیکھ لیتے ہیں۔ اس نے ٹوپی پہنی تو سر درد ہٹ گئی۔ پھر اس نے اتار دی کہ نہیں میں نہیں اب پہنوں گا، سر درد تو ٹھیک ہو گئی ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد اسے دبارہ سر درد ہوئی، تو اسے پھر مجبوراً پہننی پڑی۔ تو اس طرح اس کا سر درد ہٹتا تھا، یہ ٹوپی کی برکت تھی۔ بہر حال، کہنے کا مطلب یہ ہے کہ کسی خاص قسم کی ٹوپی کی اہمیت نہیں ہے، اصل چیز یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے لئے عبادت کرنے کے لئے جانا ہے یا ویسے ہی out of respect تمہیں عبادت کے لئے تو پہننی ہی پہننی ہے۔ لیکن ویسے بھی ایک اچھا لباس ہے، ہمارا رواج بھی ہے، اس لئے پہنی جاتی ہے۔

❁......**ایک وقفِ نو بچی نے سوال کیا: ہدایت دینے کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کرتا ہے کہ کس انسان کو دینی ہے اور جن لوگوں کو ہدایت نہیں ملتی، تو کیا وہ گناہ گار ہیں؟**

**اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** سوال یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ مجھے پتہ ہے کہ کس نے ہدایت لینی ہے، اللہ تعالیٰ کو انسان کے انجام کا پتہ ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ تمہارا کام پیغام پہنچانا ہے۔ تم اپنا فرض ادا کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ ہی فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام تبلیغ کرنا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے آپ تبلیغ کریں، تو ہدایت کون پاتا ہے کون نہیں پاتا، یہ مجھے پتہ ہے کہ کس نے ہدایت پانی ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ میں مکہ کے سارے لوگوں کو تبلیغ کی۔ سب کی ہدایت کے لئے دعا بھی کی ہو گی۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کے لئے دعا کی کہ اگر یہ دو مجھے مل جائیں تو میرے پاس ایک طاقت آجائے گی۔ تو ان میں سے ایک ابوالحکم تھا جس کو بعد میں ابو جہل کہتے ہیں۔ اور ایک حضرت عمرؓ تھے۔ اللہ تعالیٰ کو تو یہ پتہ تھا کہ حضرت عمر نے ہدایت پانی ہے، اس لئے ان کا ایک واقعہ ہو گیا اور قرآن شریف کی ایک آیت نے ان کی ہدایت کا سامان کر دیا۔ اور جو ابوالحکم جو تھا، وہ جہل ہو کے، ابو جہل ہو کر مر گیا۔ اس کو ہدایت نہیں ملی۔ اس لئے ہمیں نہیں پتہ کہ کس نے ہدایت پانی ہے۔ لیکن ہمارا یہ کام ہے کہ ہر ایک کو ہدایت کا پیغام پہنچائیں۔ اور اگر کوئی ہدایت نہیں پاتا، تو وہ اپنے عملوں کی وجہ سے نہیں پاتا۔ اس لئے جب اللہ تعالیٰ ان سے یہ پوچھے گا کہ جب ہدایت تمہیں مل گئی، تو تم نے کیوں نہیں مانا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ علم تو ہے کہ اس نے نہیں ماننا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ تم نے نہیں ماننا، بعض لوگ مان جاتے ہیں اور بعض پھر مرتد ہو جاتے ہیں۔ اس لئے جو جرم کرتے ہیں اس کی سزا تو اللہ تعالیٰ اس کو دے گا۔ کیا دیتا اور کس طرح دیتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

❁......**ایک وقفِ نو بچی نے عرض کیا: حضور آپ کا بہت بہت شکریہ جب ہمبرگ کی لجنہ اور ناصرات لندن آئی تھیں، تو آپ کا بہت، بہت شکریہ کہ ہم مسجد میں ٹھہر سکے اور وہاں سب کچھ دیکھ سکتے تھے۔**

**اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** اگر وہاں آپ گئی تھی، تو اچھا ہوا۔ مجھے لگتا ہے کہ شکریہ کا خط لکھ دیا تھا۔

**اس پر وقفِ نو بچی نے عرض کیا: لگتا ہے ابھی نہیں لکھا۔**

**اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** لگتا ہی ہے ابھی تک۔ مجھے شکریہ کا خط کئی عورتوں نے لکھ دیا تھا۔ جزاک اللہ۔

❁......**ایک وقفِ نو بچی نے سوال کیا: جماعتی کاموں کو اور اپنے سکول کے کام کو ٹھیک ٹھیک رکھنے کے لئے کتنی محنت کرنی چاہئے؟**

**اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** اپنی پڑھائی کی طرف پوری توجہ دو۔ اپنے سکول کا کام روز کا روز کرو، سکول کی جو پڑھائی ہے اس پر پوری طرح توجہ دو۔ اس کے بعد جو weekend ہے، اس میں ایک دن تو کچھ گھنٹے جماعت کو دے سکتی ہو تو دو۔ اگر دوسرے دن بھی دے سکتی ہو، تو دو۔ لیکن بہر حال جو پڑھائی اس مقصد سے کرنی ہے، کہ علم حاصل کر کے میں نے جماعت کی خدمت کرنی ہے۔ اور اگر اب وقت ضائع کر دیا تو پھر اس پڑھائی کے لئے دو سال بعد وقت دوبارہ نہیں مل سکتا۔ لیکن جماعتی کام کے لئے وقت دو سال بعد بھی مل جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ لیکن عادت ڈالنے کے لئے ساتھ ساتھ weekend پر کچھ نہ کچھ اجلاس اگر ہوتے ہیں یا اور کوئی کام سپرد ہیں، جو گھنٹے دو گھنٹے میں ہو جاتا ہے تو کر لیا کرو۔ آپ لوگوں کے پاس ایسا کونسا کام ہے جو سارا دن لگ جائے اور ختم نہ ہو۔ اگر گپیں مارنی ہوں تو اور بات ہے۔ لجنہ بیٹھ کر گپیں مارتی رہتی ہے۔ باقی کام تو گھنٹے میں ختم ہو جاتے ہیں۔

❁......**اس وقفِ نو بچی نے عرض کیا کہ میرا دوسرا سوال تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جو فرعون تھے ان کا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ آخری فرعون تھے۔ کیا وہ حقیقتہً آخری فرعون تھے یا ان کے بعد بھی کوئی آیا تھا؟**

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** فرعون تو پیدا ہوتے ہی رہے ہیں۔ پہلے بھی اور بعد میں بھی۔ اس فرعون کا جسم بھی محفوظ ہو گیا تھا جو دریا میں ڈوبا تھا، اور اس کے بعد بھی فرعون بنا۔ حضرت موسیٰ تو ہجرت کر گئے تھے اور اپنے علاقہ کنعان میں چلے گئے تھے۔ وہاں فرعون تو پیدا ہوتے رہے ہیں۔ فرعونوں کی تاریخ تو بڑی پرانی ہے۔ چلتی رہی ہے۔ فرعون تو بادشاہوں کا لقب تھا۔ بادشاہت تو ختم نہیں ہو گئی تھی۔ جو بادشاہت رہی وہی فرعون تھے۔

❁......**ایک وقفِ نو بچی نے عرض کیا: میرا سوال ہے کہ ہم واقفِ نو جماعت کی ترقی کے لئے کیا کر سکتے ہیں؟**

**اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** سب سے اچھا یہ کر سکتے ہیں کہ جماعت کی تعلیم حاصل کریں اور اس تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنی نمازوں اور دعاؤں کی طرف توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ قرآن کریم پڑھیں۔ 13، 14 یا 15 سال کی تو ہو گئی ہیں۔ قرآن کریم پڑھیں اور اس کو سمجھیں۔ اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ جماعت کا دینی علم حاصل کریں، خود بھی اختیار کریں اور پھر آگے بھی بتائیں۔ اور پھر انشاء اللہ تعالیٰ جب شادیاں ہو جائیں گی تو اپنے بچوں کی اچھی تربیت کریں۔ اس کے علاوہ اپنے ماحول میں لجنہ کی لڑکیوں کی اچھی تربیت کریں۔ پھر اگر کچھ بن جاؤ گی، اگر

ڈاکٹر بن جاؤ گی، تو ڈاکٹر بن کر خدمت کرو یا انجینیئر بن جاؤ گی یا کچھ حد تک architect، ورنہ teacher یا translator بن جاؤ تو زیادہ اچھی بات ہوگی۔ تو اِن فیلڈز میں خدمت کرو گی۔

❁......**ایک وقفِ نو بچی نے سوال کیا: جب ہم دوسروں کو تبلیغ کرتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جب صلیب پر چڑھایا گیا تو پھر ان کی پسلی زخمی ہو گئی تو اس وقت پانی اور خون نکلا تھا۔ سائنسی لحاظ سے یہ کہاں ثابت ہے کہ جب پانی اور خون نکلے تو انسان زندہ ہوتا ہے؟**

**اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

تم ذرہ science پڑھو تو تمہیں پتہ لگ جائے گا۔ پسلی چیک نہیں کی تھی بلکہ نیزہ یوں کر کے کھینچا تو خون نکلا تو جب انسان زندہ ہو اور دل دھڑک رہا ہو، تو وہاں سے خون رِستا ہے۔ مردہ آدمی کے جسم سے خون نہیں رِسا کرتا۔ جب سپاہیوں نے نیزہ یوں کر کے (اوپر سے نیچے) ان کے جسم پر پھیرا تو وہاں سے خون نکلا ساتھ ہلکا سا پانی بھی تھا، تو اس سے ثابت ہوا کہ وہ زندہ تھے۔ اور اس کے بعد یہ ثابت ہوا کہ حواریوں نے انہیں ایک کمرہ میں رکھا۔ پھر وہاں ایک مرہم عیسیٰ ایک دوائی بنائی گئی۔ وہ مرہم عیسیٰ کے نام سے مشہور ہے۔ وہ ان پر لگائی گئی۔ اگر وہ مردہ ہو گئے تھے تو ان کے زخموں کو heal کرنے کے لئے دوائی لگانے کی کیا ضرورت تھی۔ تو سائنسی طور پر یہ ثابت ہے کہ انسان زندہ ہو تو تب ہی خون نکلتا ہے ورنہ نہیں نکلتا۔

❁......**ایک وقفِ نو بچی نے سوال کیا کہ میرا دوسرا سوال یہ تھا کہ ایک حدیث ہے کہ عیسیٰ اور مہدی ایک ہی وجود ہیں۔ اس کی وضاحت کردیں۔**

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

وضاحت کیا کریں۔ یہ بات ہم مانتے ہیں۔ تو اس میں وضاحت کی ضرورت کیا ہے۔ تم مانتی ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ہیں اور تم یہ بھی مانتی ہو کہ وہ مہدی معہود ہیں۔

**اس پر بچی نے عرض کیا: جی حضور یہ مانتی ہوں۔**

**حضور انور نے فرمایا: اور تم یہ مانتی ہو کہ وہ امام مہدی ہیں۔**

**اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

بس پھر ایک وجود ہو گیا۔ یہی حدیث تھی۔ مسیح اور مہدی دو مختلف وجود نہیں ہو سکتے کیونکہ ایک نے آنا ہے پیار محبت کی تعلیم دینے اور دوسرے نے تلوار چلانی ہے تو کام کس طرح بنے گا۔ نہ مسلمانوں میں سے کوئی بچے گا نہ عیسائیوں میں سے کوئی بچے گا۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا اِس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ وہ مسلمانوں کے لئے مہدی ہوگا۔ اُن کو ہدایت دے گا اور عیسائیوں کے لئے اور باقی مذاہب کے لیے بھی مسیح موعود ہوگا۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے بلکہ آپؑ کو الہام بھی ہوا جَرِیُ اللّٰہِ فِی حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ۔ کہ آپ جری اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پہلوان ہیں اور تمام نبیوں کے لباس میں آپؑ آئے ہیں۔ اس لئے آپؑ نے کہا۔

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں

نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

پھر آپؑ نے کہا میں کرشن بھی ہوں۔ ہندوؤں کے لئے بھی ہوں۔ بدھوں کے لئے بھی ہوں۔ ہر ایک کے لئے آپؑ آئے۔ آپؑ سب کچھ ہیں۔ صرف مسیح اور مہدی کیا، سارا کچھ آپ ہی ہیں۔ ایک ہی آدمی اگر آئے تو دنیا کا فساد ختم ہوسکتا ہے۔ ایک ہی وقت میں مختلف قسم کے نبی نرمی اور سختی کی تعلیمات کے ساتھ اترنے شروع ہو گئے تو پھر فساد ختم نہیں ہوگا۔ نئے سرے سے فساد شروع ہو جائے گا۔ ایک ہاتھ پہ اکٹھا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مسلمانوں کے لئے بھی وہی آتا اور عیسائیوں کے لئے بھی وہی آتا اور باقی مذہبوں کے لئے بھی وہی آتا۔

❁......**ایک بچی نے سوال کیا: کچھ لوگ جو مذہبی نہیں ہوتے اُن کو جب یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب کچھ بنایا ہے تو وہ آگے سے سوال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو (نعوذ باللہ) کس نے بنایا ہے؟**

**اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

سوال یہ ہے کہ جو اللہ کو ہی نہیں مانتا تم اُس کو اگر یہ کہو گی کہ اللہ تعالیٰ ہے، اللہ تعالیٰ نے مذہب بھیجا اور یہ سب کچھ کیا ہے تو وہ کہے گا کہ اللہ تعالیٰ کو مَیں مانتا ہی نہیں مجھے مذہب سے کیا۔ تو ضروری ہے کہ تم اسے پہلے یہ منواؤ کہ خدا ہے۔ وہ یہ مانتے ہیں کہ کوئی طاقت ہے جو ساری دنیا کے نظام کو چلا رہی ہے۔ یہ مانتے ہیں کہ ایک نیچر کے ذریعہ سے چل رہا ہے۔

پھر سوال یہ ہے کہ جو طاقت ساری دنیا کے نظام کو چلا رہی ہے، اُس طاقت کو کس نے بنایا؟ وہ کہیں گے اُس طاقت کے اوپر کوئی طاقت ہے۔ جس طاقت پہ بھی ان کو لے آتی ہو۔ آخر ایک حد پہ پہنچ کے، انہیں کوئی نہ کوئی تو بات ماننی پڑے گی کہ کوئی طاقت ہے۔ پھر جو طاقت اُن کے نزدیک آخری طاقت ہے وہی خدا ہے۔ خدا تعالیٰ کو بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر بنانے لگے تو کس کو کس چیز نے بنایا۔ پس سوال یہ ہے کہ جو اُن کے نزدیک ایک طاقت ہے اُس کو کس نے بنایا۔ خود بخود بن گئی؟ اگر وہ خود بخود بن گئی تو خدا بھی خود بخود بن گیا۔ تم وہ کتاب 'ہمارا خدا' پڑھو، بچوں کے لئے بھی سمجھ میں آنے والی اچھی آسان کتاب ہے۔ معلوم نہیں اُس کا جرمن میں ترجمہ ہوا ہے کہ نہیں۔ انگلش میں ترجمہ Our God کے نام پہ ہوگیا ہے، یہ کتاب پڑھو۔ اور اُس کو پڑھ کے پھر بتایا کرو کہ خدا ہے۔ اور کس نے بنایا اور کس طرح بنا۔ خود پڑھا بھی کرو۔ وقف نو بن گئی ہو تو کچھ اپنا بھی علم حاصل کرو۔

❁......**ایک بچی نے سوال کیا کہ جب آپ جیل میں تھے تو آپ پنجوقتہ نماز کس طرح پڑھ سکتے تھے؟**

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ مذاق کہا کہ** بڑا خطرناک سوال کر دیا تم نے۔ میں جیل میں تھا تو ہم چار آدمی ایک کمرہ میں تھے۔ ہم باجماعت نماز پڑھتے تھے۔ بلکہ جمعہ بھی پڑھتے تھے۔ جس دن مجھے جیل میں ڈالا ہے اُس دن تو پولیس سٹیشن میں رکھا تھا اُس دن جمعہ تھا۔ تو پہلا جمعہ ہم نے وہیں پڑھا تھا۔ اُس پہلے جمعہ کو میں نے ہی خطبہ دے کر اُن سب کو جمعہ پڑھایا تھا۔ تین آدمی میرے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ ہم پڑھ لیتے تھے۔ نمازیں بھی باجماعت پڑھتے تھے۔ نفل بھی پڑھتے تھے۔ قرآن کریم بھی پڑھتے تھے۔ فارغ بیٹھے ہوئے تھے۔ کام تو کوئی تھا نہیں۔ نمازیں پڑھتے تھے اور دعائیں ہی کرتے رہتے تھے یا کتابیں پڑھتے رہتے تھے۔ جیلر اتنے شریف تھے۔ وہ بے چارے بڑا احترام کرتے تھے۔ قانون کے تحت بے چارے کچھ کہہ نہیں سکتے تھے۔ کیونکہ وزیرِ اعلیٰ اور دوسرے سرکاری افسر تھے اُن کی وجہ سے انہوں نے جیل میں ڈالا ہوا تھا لیکن جیلر خود شریف آدمی تھا۔ تعاون کرتا تھا۔

❁......**ایک بچی نے سوال کیا کہ اگر رمضان میں کچھ روزے چھوٹ جائیں تو کیا شوّال کو روزوں میں پُورے کئے جاسکتے ہیں؟**

**حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

ایک تو یہ ہے کہ آپ لوگوں پر رمضان کے روزے فرض ہی نہیں۔ اگر فرض ہو جائیں گے تو ظاہر ہے بعض حالات میں عورتوں کو بعض روزے چھوڑنے پڑتے ہیں اور اُس کے بعد جب رمضان ختم ہو جائے تو شوّال کے چھ روزے لگا تار رکھ کے یا شوّال کے مہینے میں یہ چھ روزے رکھ لو۔ یہ دونوں صورتیں ٹھیک ہیں۔ پھر بعد میں کسی وقت رمضان کے چُھٹے ہوئے جو روزے ہیں وہ پُورے کر لو۔ رمضان کے چھوڑے ہوئے روزے سارے سال میں پُورے ہو سکتے ہیں۔ لیکن شوّال کے روزے صرف شوّال کے مہینے میں ہی رکھنے ضروری ہیں۔ اس لئے حضرت عائشہؓ سے بھی ایک روایت ہے کہ آپؓ نے فرمایا کہ ہم تو اگلا رمضان شروع ہونے سے ایک مہینہ پہلے بعض دفعہ پچھلے رمضان کے روزے پُورے کیا کرتے تھے اور شوّال کے روزے بھی رکھا کرتے تھے۔

❁......**ایک بچی نے سوال کیا کہ مسلمان ملکوں میں دُوسرے ملکوں کی نسبت عورتوں پر ظلم زیادہ کیوں ہوتے ہیں؟**

**اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

اس لئے کہ مسلمان اسلام کی تعلیم کو بھول گئے ہیں اور اپنی روایتوں پہ قائم رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو عورتوں کے بہت سارے حق دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو کہا ہے جس زمانہ میں عورتوں کو حق نہیں دیئے جاتے تھے اُس زمانہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو حق دلوائے۔ بعض دفعہ بعض صحابی نمازیں پڑھنے والے تھے مگر اپنی بیویوں کو چپیڑ وغیرہ مار دیا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِس طرح نہ کرو۔ غلط کام کرتے ہو۔ عورتوں کو حق دیا کہ اپنے خاوندوں کے سامنے بولو تو انہوں نے اتنا زیادہ بولنا شروع کر دیا کہ خاوند کو پٹائی کرنی شروع کر دی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں طرف میں اعتدال ہونا چاہئے۔ اس لئے مردوں کو بھی ہلکی سی ایک حد تک اجازت ہے۔ اگر کوئی بڑا غلط کام کرے تو اُس پہ یہ اجازت ہے لیکن اُس پہ بھی عورت کا حق ہے کہ اگر خاوند ظلم کر رہا ہے تو قاضی کے پاس جا کے عورت اپنا بدلہ لے۔ لڑکیوں کو یہ حق دیا کہ ایک لڑکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اُس نے کہا کہ میرے باپ نے میرا رشتہ فلاں جگہ کر دیا ہے اور وہ عمر میں بھی بڑا ہے اور میں وہاں رشتہ نہیں کرنا چاہتی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس باپ کو بلایا کہ تم نے اِس کا رشتہ کیوں کیا ہے؟ اور تمہارا یہ رشتہ میں ختم کرتا ہوں اور لڑکی کا حق ہے کہ جہاں یہ چاہتی ہے اپنا یہ رشتہ کرے۔ اُس پہ اُس کے باپ نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ لیکن لڑکی نے کہا کہ نہیں میں صرف عورتوں کا حق قائم کروانا چاہتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق قائم کر دیا۔ میں اپنے باپ کی عزت کرتی ہوں احترام کرتی ہوں اُس سے پیار کرتی ہوں اس لئے جہاں یہ چاہتا ہے بیشک میرا رشتہ کر دے۔ اور اسی طرح باقی جو حق ہیں وراثت کا حق ہے یا دوسرے حق ہیں پہلے تو دیئے ہی نہیں جاتے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دلوائے۔ اسلام نے دلوائے۔ اور اب بھی بعض دفعہ بعض اَن پڑھ احمدی لوگ جو گاؤں سے آئے

ہوئے ہوتے ہیں اور جاہل لوگ ہیں وہ اپنی عورتوں کو لڑکیوں کو اپنی جائداد سے محروم کر دیتے ہیں۔ یا اُن کے بھائی اُن کو جائداد نہیں لینے دیتے کہ اس طرح یہ جائداد غیروں کے پاس چلی جائے گی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک زمانہ میں ایسے مردوں کو جماعت سے نکالنا شروع کر دیا تھا سزا دینی شروع کر دی تھی جو عورتوں کے حق ادا نہیں کرتے تھے۔ اب بھی بعض ایسے لوگ ہیں جو حق ادا نہیں کرتے۔ اسی طرح اسلام میں اگر مرد کو طلاق دینے کا حق ہے تو عورت کو اگر خاوند ناپسند ہے تو خلع کا حق ہے۔ علیحدہ ہونے کا حق ہے۔ تو عورتوں کے حق تو اسلام میں بہت زیادہ ہیں۔ بلکہ باقی قوموں میں نہیں ہیں۔ اور جب باقی لوگوں کو بتاؤ تو وہ حیران ہوتے ہیں کہ اسلام میں عورتوں کے اتنے حق ہیں۔ پچھلے سال یہاں جرمنی کے جلسہ میں ہی کروشیا سے وکیل یا کچھ خواتین آئی ہوئی تھیں اُس نے سوال کر دیا کہ اسلام میں عورتوں کو حقوق نہیں اور باقی مذہبوں میں ہیں۔ جب میں نے اُس کو عورتوں کے حق گنوائے تو کہتی کہ آج مجھے سمجھ آ گئی ہے اِس سے پہلے مجھے سمجھ نہیں آئی تھی کہ اسلام میں عورتوں کے تو بڑے حق ہیں۔ اگر کوئی کرتا ہے تو انفرادی طور پر ظلم کرتا ہے۔ اگر اُس کی شکایت ہوجائے تو مَیں اُسے جماعت سے نکال دیتا ہوں۔

**❁......ایک واقفہ نو نے سوال کیا: آپ نے بہت سارے ملکوں کے دورے کئے اور بہت ساری جگہیں دیکھی ہیں تو کوئی ایسی جگہ جو آپ کو بہت اچھی لگی ہو یا پسند آئی ہو؟**

**اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

جہاں جہاں احمدی اچھے ہیں وہ جگہیں اچھی ہیں۔ ملک تو سارے اچھے ہوتے ہیں۔ ہر ملک کی اپنی اپنی ایک خوبصورتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو دنیا کو بنایا خوبصورت ہی بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خوبصورتی تو دے دی۔ لیکن باقی خوبصورتی جو ہے وہ انسانوں کی پیدا کی گئی ہے۔ اب اگر تم بازار میں چلی جاؤ اور سڑکوں پہ مرد عورتیں بیہودگیاں کرتے ہوں تو وہ خوبصورتی تو نظر نہیں آسکتی۔ لیکن جہاں احمدی مخلص ہوں، اللہ تعالیٰ سے تعلق والے ہوں۔ دعائیں کرنے والے ہوں، نیک لوگ ہوں، اللہ کا بھی حق ادا کر رہے ہوں اور اپنے اردگرد ہمسایوں کی خدمت بھی کر رہے ہوں اور اپنے ساتھیوں کا بھی حق ادا کر رہے ہوں، ایک دوسرے سے پیار اور محبت کا ماحول پیدا کر رہے ہوں تو وہ جگہ خوبصورت جگہ بن جاتی ہے۔ جہاں ایسے احمدی ہوں وہ جگہیں خوبصورت ہوتی ہیں۔ جہاں ایسے نہیں وہ بدصورت ہو جاتی ہیں۔ باقی ہر ملک کی اپنی خوبصورتی ہے۔ جرمنی میں بھی کئی خوبصورت جگہیں ہیں اور یوکے میں بھی کئی خوبصورت جگہیں ہیں۔ امریکہ میں بھی خوبصورت جگہیں ہیں اور سنگاپور میں بھی ہیں اور آسٹریلیا میں بھی ہیں جاپان میں بھی ہیں۔ یہاں جرمنی میں گزشتہ سال میں جب آیا تھا تو میونخ میں مسجد کا افتتاح ہوا تھا۔ انہوں نے ایک عمارت کو مسجد میں تبدیل کیا تھا اور وہاں ایک سکول میں مسجد کے حوالہ سے ایک افتتاحی تقریب بھی ہوئی تھی جہاں باہر کچھ لوگوں نے پروٹسٹ بھی کیا تھا۔ تو وہاں سے واپسی پر ہم ایک اونچی پہاڑ کی جگہ پہ گئے تھے۔ وہاں چوٹی پہ آسٹریا کا اور جرمنی کا بارڈر ہے۔ وہ بڑا خوبصورت نظارہ تھا۔ جا کے دیکھو۔ وہ دیکھنے کی بڑی خوبصورت جگہ ہے۔

**❁......ایک واقفہ نو بچی نے سوال کیا کہ کیا ایک احمدی لڑکی کو ایک غیر احمدی لڑکے سے شادی کرنے کی اجازت ہے؟**

**اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

نہیں۔ اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بارہ میں منع کر دیا ہے کہ جو احمدی نہیں ہے اُس سے احمدی لڑکی شادی کرے تو اُسی کے ماحول میں چلی جائے گی اور اُس کی وجہ سے احمدیت اور اگلی نسل بھی خراب ہو جائے گی۔ اس لئے بہتر یہی ہے بلکہ یہی حق ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا کہا ہے اور میں بھی قانون کو بدل نہیں سکتا کہ احمدی لڑکی غیر احمدی لڑکے سے شادی کرے۔ پس احمدی لڑکی احمدی لڑکے سے ہی شادی کرے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ بعض احمدی لڑکے ہوتے ہیں بیعت کرتے ہیں اور شرط یہی ہے کہ ایک سال تک اگر احمدیت پہ قائم رہے۔ اصل بات یہ ہے کہ صرف شادی کرنا تو مقصد نہیں ہے۔ اصل مقصد یہ ہے کہ شادی بھی ہو اور آئندہ نیک نسل بھی چلے اور نیک نسل چلانے کے لئے ضروری ہے کہ لڑکے اور لڑکی کا دین ایک ہو۔ اگر لڑکوں کو بعض دفعہ اجازت دی جاتی ہے تو اُس کو یہ کہا جاتا ہے کہ تبلیغ کر کے لڑکی کو احمدی کر لو۔ اور پھر یہ ہے کہ لڑکی جو ہے وہ شادی کے بعد زیادہ لڑکوں کے یا اپنے سسرال کے influence میں ہوتی ہے۔ تو باہر سے اگر کوئی لڑکی احمدی لڑکے سے بیاہتی ہے تو اُس کا امکان یہ ہے اور اکثر میں نے دیکھا ہے کہ بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہو جاتی ہیں اور احمدی ہوتی ہیں۔ ابھی بھی مجھے کئی جوڑے ملے ہیں جنہیں ایک دو کو اگر میں نے اجازت دی بھی تھی تو وہ لڑکیاں بعد میں احمدی ہو گئیں۔ لیکن لڑکے بہت کم ہوتے ہیں جو احمدیت کی طرف آئیں بلکہ بہت سارے ایسے واقعات ہوئے کہ لڑکیوں نے غیر احمدی لڑکوں سے شادی کی اور اب مجھے خط لکھ رہی ہیں۔ یہاں جرمنی میں بھی ہیں۔ دو تین خط تو ان دنوں میں ہی میرے پاس آئے کہ جب انہوں نے کہا کہ ہم نے غلطی کی تھی اور اُن لڑکوں سے طلاق لے لی کیونکہ انہوں نے اُن کو دھوکہ دیا تھا۔ اس لئے ماں باپ کو جو اسلام نے کہا ہے تھوڑا بہت اُن سے بھی پوچھ لینا چاہئے سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہئے۔ لڑکی کو خود بھی دعا کرنی چاہئے اور پھر دعا کر کے فیصلہ کرنا چاہئے۔ پھر پوری طرح جائزہ لینا چاہئے۔ صرف جذباتی طور پر فیصلہ نہیں کرنا چاہئے۔ پورا ماحول کا جائزہ لے کے پھر اگر دل کی تسلی ہو اور لڑکا احمدی ہو جائے تو پھر بیاہ ہو جاتا ہے۔

**❁......ایک بچی نے سوال کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج کے وقت آسمان پر اللہ تعالیٰ سے ملنے گئے تھے تو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے ایسے ہی بات کی جیسے میں آپ سے کر رہی ہوں؟**

**تو اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

یہ معراج جو تھا وہ کوئی جسمانی معراج تو نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی جسم لے کے نہیں چلے گئے تھے۔ وہ ایک خاص کیفیت تھی۔ کشف کی یا خواب کی یا جو بھی صورتحال تھی۔ وہاں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جو مقام تھا وہ تو ایسا تھا کہ اللہ تعالیٰ کس صورت میں، کس شکل میں، کس طرح باتیں کرتا ہے، آمنے سامنے کرتا ہے بلکہ جب معراج نہیں بھی ہوا تھا تب بھی تو اللہ تعالیٰ اُن سے باتیں کرتا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہی بہت بلند ہے۔

**❁......ایک بچی نے سوال کیا کہ جو ناصرات سکولوں میں پڑھ رہی ہیں وہ سکول میں شیطانی باتوں سے کیسے بچ سکتی ہیں؟**

**اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

ایک تو یہ ہے کہ اپنا دینی علم بڑھاؤ۔ پانچ نمازیں باقاعدہ پڑھا کرو۔ یہ یاد رکھا کرو کہ خدا تعالیٰ ہے۔ یہ یاد رکھا کرو کہ خدا تعالیٰ تمہارے ہر کام کو دیکھ رہا ہے۔ ہر کام جو تم کرتی ہو اللہ میاں اُس کو دیکھ رہا ہے۔ پھر یہ ہے کہ استغفار پڑھتے رہا کرو۔ شیطانی کاموں کو دیکھو، تو استغفار پڑھو۔ اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم پڑھو۔ لا حول و لا قوّۃ الّا باللہ پڑھو۔ ان دعاؤں کے ترجمے بھی یاد کرو۔ پھر غور سے پڑھو۔ استغفار غور سے کرو۔ سوچ سمجھ کے کرو۔ تو انشاء اللہ بچتے رہو گے۔